بنیاد جلد ۵، ۲۰۱۴ء

اداریہ

گذشتہ دو تین صدیوں کے دوران تخصیصی مطالعات کا چلن مقبول رہا اور زندگی کی طرح علوم کو بھی مخصوص خانوں میں تقسیم کر کے دیکھنے کا رواج عام ہوتا گیا۔ ادب اور سائنس، فلسفہ اور مذہب، لسانیات اور سماجیات، غرض ہر شعبے کے متخصصین سامنے آنے لگے جو اپنے اپنے دائرۂ کار کی محدود دنیا سے باہر دیکھنے کو تیار نہ تھے۔ اس روش کے نتیجے میں جہاں علمی اعتبار سے کئی مثبت امکانات پیدا ہوئے وہاں ایک پہلو یہ بھی نمایاں ہوا کہ زندگی کے بارے میں جزوی اور نامکمل نقطہ ہائے نظر تشکیل پا گئے اور انسانی فکر ہمہ گیری، جامعیت اور ہم آہنگی جیسے اوصاف سے محروم ہو گئی۔ مقامِ شکر ہے کہ وقت کے ساتھ ساتھ اس رجحان میں تبدیلی آچلی ہے اور اکیسویں صدی کے آغاز ہی سے علمی دنیا میں زندگی کے بارے میں ایک ہمہ گیر کلی (holistic) نقطۂ نظر کی اہمیت تسلیم کر لی گئی ہے۔ نتیجتاً علمی حلقوں میں بین العلومی مطالعات کی اہمیت بڑھ گئی ہے۔ بنیاد بھی اسی پالیسی پر کارفرما ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہم نے گذشتہ شمارے کی طرح اس شمارے میں بھی ایسے مضامین شامل کیے ہیں جو دراسات اردو کے ساتھ ساتھ دیگر متعلقہ علوم وفنون سے تعلق رکھتے ہیں۔

اس شمارے میں پانچ ایسے متون کے تعارف پیش کیے جا رہے ہیں جو علمی اعتبار سے دریافت کی حیثیت رکھتے ہیں اور ابھی تک غیر مطبوعہ تھے۔ گارسیں دتاسی کی تاریخ ادبِ اردو اولین تواریخ اردو ادب میں شمار ہوتی ہے اور انیسویں صدی کی علمی و ادبی سرگرمیوں پر تحقیق کا بنیادی ماخذ ثابت ہو سکتی ہے۔ یہ تاریخ فرانسیسی زبان میں لکھی گئی تھی جس کا اردو ترجمہ بھی ہوا مگر ابھی تک بوجوہ

شائع نہیں ہو سکا۔ پروفیسر معین الدین عقیل نے اس غیر مطبوعہ ترجمے اور اس کے مصنف و مترجم کے ساتھ ساتھ اس عہد کی علمی و ادبی کاوشوں کے بارے میں ایک جامع مضمون تحریر کیا ہے جو بلاشبہ معلومات کا خزانہ ہے۔ پروفیسر عارف نوشاہی نے اٹھارویں صدی کی غیر مطبوعہ فارسی مثنوی جہان آشوب کا متن مرتب کیا ہے اور اس کا مفصل تعارف و تجزیہ بھی پیش کیا ہے۔ یہ مثنوی احمد یار خاں یکتا خوشابی کی تصنیف ہے اور اپنے عہد کے سماجی و سیاسی حالات کی عکاسی کرتی ہے۔ جامعہ عثمانیہ دکن کے سابق پروفیسر اور معروف محقق محمد علی اثر نے دکنی زبان کی ایک نایاب اور قدیم مثنوی ظفرنامۂ عشق کا تعارف کروایا ہے جو آج سے سوا تین سو سال قبل، عہد عالم گیری میں تصنیف کی گئی تھی۔ یہ دریافت بلاشبہ اردو ادب کی حدود کی وسعت کا باعث بنی ہے۔ ''مکاتیب مختار زمن'' پاکستان کی سیاسی تاریخ کے کئی پہلو بے نقاب کرتے ہیں اور اردو زبان و ادب کے سیاسی و سماجی تناظر پر روشنی ڈالتے ہیں، نیز کئی اہم علمی شخصیات کے بارے میں معلومات فراہم کرتے ہیں۔ تاریخ جدید جنوبی ایشیا میں لکھا جانے والا انگلستان کا پہلا سفرنامہ ہے جو ۱۷۷۳ء میں بزبانِ فارسی تصنیف کیا گیا تھا۔ اس کے مکمل متن کا اردو ترجمہ پہلی مرتبہ منظر عام پر آرہا ہے۔ امریکہ سے پروفیسر محمد عمر میمن اور بھارت سے پروفیسر شمیم حنفی نے ایسے موضوعات پر قلم اٹھایا ہے جو معاصر دنیا میں اردو کی بقا اور ارتقا کے بنیادی مسئلے سے جڑے ہوئے ہیں۔ پروفیسر تحسین فراقی نے امیر مینائی کی فارسی شاعری کا تجزیہ اس طرح پیش کیا ہے کہ ان کی ادبی شخصیت اپنے پورے قد کاٹھ کے ساتھ سامنے آگئی ہے۔ اکرام چغتائی صاحب نے ایک معروف فرانسیسی مستشرق کا بھرپور تعارف پیش کیا ہے۔

زیرِ نظر شمارے میں ''بیادِ رفتگاں'' کے عنوان سے شبلی نعمانی، مجید امجد اور سلیم احمد کے بارے میں تین خصوصی گوشے بھی ترتیب دیے گئے ہیں جن میں ہند و پاکستان کے اہم محققین اور نقادوں کی تحریریں شامل ہیں۔ اس سلسلے میں ہم خاص طور پر بھارت کے نامور نقاد، محقق اور فکشن نگار شمس الرحمٰن فاروقی کے ممنون ہیں جنھوں نے سلیم احمد کی شاعری پر ایک خصوصی مضمون ہماری درخواست پر عطا کیا۔ حمزہ فاروقی صاحب نے سید سلیمان ندوی اور مولانا شبلی کے اشتراکِ علمی پر مقالہ بھیجا اور سید سلیمان ندوی کے غیر مطبوعہ خطوط بھی مدون کیے۔ ان کے علاوہ اردو افسانے، شاعری، تھیٹر، صحافت

اور تذکرہ نویسی پر مقالات اور ایک کتاب پر تبصرہ بھی اس شمارے کا حصہ ہیں۔

اس شمارے کی ترتیب و تدوین میں حسب سابق محترمہ یاسمین حمید کی مسلسل معاونت اور ذیشان دانش کی بھرپور محنت شامل رہی ہے۔ ڈین کلیۂ انسانی و سماجی علوم، پروفیسر انجم الطاف کی عملی و اخلاقی مدد نے شمارے کی طباعت و اشاعت کے مراحل سہل کر دیے۔ پاکستان اور بیرون ملک سے تعلق رکھنے والے مقالہ نگاروں کی قلمی شمولیت مجلّے کو وقار و اعتبار بخشتی ہے۔ مجلسِ مشاورت کے اراکین اور مقالات پر اپنی ماہرانہ رائے دینے والے اہلِ علم اس مجلّے کا ناگزیر حصہ ہیں اور پس پردہ رہ کر نہایت اہم اور بنیادی نوعیت کے فرائض سرانجام دیتے ہیں۔ یہاں ان محسنوں کا تذکرہ بھی لازم ہے جنھوں نے اخبارات، رسائل اور دیگر تحریروں کے ذریعے گذشتہ شمارے پر اپنی وقیع رائے سے نوازا اور ہماری رہنمائی فرمائی۔ بحیثیت مہمان مدیر ان سب خواتین و حضرات کا شکریہ ادا کرنا میرا خوشگوار فریضہ ہے۔ لیکن سب سے بڑھ کر اس ذات کے حضور احساسِ تشکر جو الاوّل بھی ہے اور الآخر بھی۔ اس دعا کے ساتھ کہ ہم سب کو شہرِ علمؐ اور بابِ شہرِ علمؑ کی نسبت سے علم اور ادب کی توفیق ارزانی ہو!

نجیبہ عارف
مہمان مدیر،
اپریل ۲۰۱۴ء؍ جمادی الثانی، ۱۴۳۵ھ